



LGS GROUP OF COLLEGES

A PROJECT OF LAHORE GRAMMAR SCHOOL

Name: Eman Fatima

Class: 1st Kar

Roll No.

Subject: Urdu

Test No.

Date: 19-Nov-24

A	B	C	D	A	B	C	D	A	B	C	D	A	B	C	D
1				6				11				16			
2				7				12				17			
3				8				13				18			
4				9				14				19			
5				10				15				20			

Marks Obtained

حسب انشائیہ
حسب دور
سوال نمبر 1

معنی کا نام: غلام عباس
سبق کا عنوان: اور کوڑا
خلاصہ:

جنوری کی ایک شام کو ایک فوش فوش ٹوجوان دلوں
روڈ سے گزر رہا تھا اور چہرہ پر اس کی طرف ہر گشت کرتے ہوئے
چلتے لگا۔ وہ بڑا فیشن ایبل دکھائی دے رہا تھا، جسم پر پلائی ڈسٹ، گاؤ کوڑا،
سر پر سنز فیلڈ، پیرے، گریں کے گرد سلک کا سفید گلاب بند لپٹا ہوا۔ ایک
باتھ اور کوڑا کی جیب میں دوسرے میں چھوٹی سی چھری تھامے ایسے آپ
میں مگن چلتا جا رہا تھا۔ اس وقت سردی خاصی تھی مگر اس ٹوجوان پر
اس کا کوئی اثر محسوس نہیں ہو رہا تھا، اس پر یاد آتی تھی بلکہ اس
کی طبیعت کی جو حالی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ چلتے چلتے اس نے دو مال
ٹکال پر بڑی نفاس سے اپنا چہرہ صاف کیا اور پھر قریب ایسی گاہ اس پر کھلتے
والے عین کو دیکھنے لگا۔ جس پر تھوڑی دیر بعد وہ سبے کھلتے ہوئے وہ
وہاں چلا گیا۔

مال روڈ پر اس وقت گاڑیوں، سائیکلوں اور پیدل چلتے والوں کی
فاسی پھیر تھی۔ آتے جانے والوں میں ہر طرح کی عمر اور ہر طبقے کے لوگ شامل
تھے۔ جن میں تاجر، سرکاری افسر، لیڈر، فنکار، طالب علم، نرس
افکاروں کے نمائندے، دفتروں کے باپوں یا ان کے لوگ اور کورٹس پر چلتے ہوئے تھے
مگر ٹوجوان نے جو آؤ کوڑا پہنا ہوا تھا اس کا پورا فائدہ اٹھا کر خوب
بڑھیا تھا۔ وہ کسی مایہ درزی کا سلا ہوا تھا۔ سلوڈ ٹاک کو نہیں تھی ٹوجوان
اس میں بہت مگن تھوڑے معلوم ہوتا تھا۔ یہ ٹوجوان سمند کے ایک بچے

پیر پٹیا اور آتے جاتے والوں کو دیکھنے لگا۔ ایک ایلی میں اس کے پاس قریب آ بیٹھی
 وہ پٹیا سے اس کی پٹری پر ہاتھ لگاتے لگا۔ اس نے بیان سگریٹا نیچے والے
 ایک لڑکے سے سگریٹ لیا اور آہستہ آہستہ سگریٹ کے کش لگاتے لگا۔
 کھڑی دیر لوہنی سستات کے بعد وہ لگا کھڑا ہوا اور ایک دفعہ پھر مال
 لوڑ کی پٹری پر ایلی کی طرح منکشتہ آکر ٹٹلگا، ایک بوٹل میں آگسٹراچ
 دیا تھا۔ بوٹل کے بالریم سے مفلوک الحال لوگ ہنس رہے تھے۔ اسے اندر دیکھ
 لیے تھے۔ وہ نوجوان بھی کچھ لکھے ڈکا اور ہیر آگے کھڑکیا۔

سٹرک پیر جینڈ کھاتا ایلنے کے بعد اس نے سٹرک عبور کرنے کی
 کوشش کی۔ ابھی اس نے سٹرک پار ہی کی کہ ایک گاڑی (ای) کو کے کی طرح آئی
 اور اسے چلتی نہوٹی میفلوڑ لوڑ کی طرف نکل گئی۔ لاری کے داروڑ سے
 نوجوان کی سینے میں کر گاڑی کی رفتار آہستہ کی مگر اس کو لگتا کہ وہ گاڑی
 کی لپٹ میں آ گیا۔ لوگوں کا ہنسنے لگا۔ وہ اپنی جاں سے ہاتھ
 دھو بیٹھا تھا لیکن اس کی سرماٹت ولسے ہی تھی۔ مگر قریب اس
 کا لباس اٹاڑا گیا۔ تو ترسیں میراں ہو گئی۔ مفلوڑ کے نیچے فیٹ سی نے
 تھی۔ اور کوڑا کے نیچے اونے سو بیٹھا تھا۔ جسم پر میل کی تپہ تھی
 بیوٹی تھی۔ بجائے پٹی کے تبوں کو برائی ٹاٹی سے باندھا ہوا تھا۔

پیر اے بھی گھٹنوں پر سراج تھے۔ پودا اور جرابیں
 اتار کر احساس ہوا کہ دونوں مبالغوں کا رنگ مختلف ہے۔ اس
 وقت نوجوان دنیا کو حیر آباد کہہ رہا تھا۔ اس کے کونٹ سے جینڈ
 حیریں برآمد ہوئی جو درخ زیل۔ ایک چھوٹا سا شجھا، ایک دو سال
 ساڑھے چھ آنے۔ ایک بچا اور آدھا سگریٹ دانسی، گراموفون کے
 دیواروں کی فیرست جینڈ استیاد۔ لیکن اس کی چھری عائب
 تھی۔

[علی اور قاسم ہم جماعت ہے۔ لہذا وقت سے اچانک دالان میں دو طالب علم ایس میں لڑتے لگتے ہیں۔ بیوفیسر ان کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ایک طالب علم سے گستاخی سے پیش آتا ہے اس پر علی قاسم سے حیران ہو کر کہتا ہے۔]

علی: کیا تم دیکھ رہے ہو کہ ایک عظیم ہستی سے کتنا ادنیٰ رویہ برتا جا رہا ہے۔

قاسم: (ابہ کوئی عمدہ نئی بات نہیں ہے) ہرج بھانجے معاشرے میں کوئی بھی اساتذہ کا احترام نہیں کرتا۔

علی: دیکھو! یہ کوئی ظرافت تو نہیں ہے استاد سے بات کرنے کا۔ بلکہ ادب، بائیس، بے ادب، بے لکیر کی فداقت یہ طلبہ حاصل کر رہے گے۔

قاسم: یاں بھول لیجی! جو شخص آپ اساتذہ کا احترام نہیں کرتا اس کو ذلیل و خوار ہوتا ہے۔

علی: استاد تو وہ ہستی ہے جس سے نیا معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔

قاسم: صورت، امیر فیسر و فرماتے ہیں کہ:
 قیوں آں شاہی کہ بر ایوان قدرت
 بکوتر گر نشین، باز گرد

علی: استاد کا تو وہ مفلاس ہشہ ہے کہ رسول نے فرمایا:
 بے شک اچھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔

قاسم: کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں اساتذہ کا بہت احترام کیا جاتا تھا۔ لوگ اپنے اساتذہ کے ہوتے اٹھانے میں فخر محسوس کرتے تھے۔

علی: شاعر مشرق علامہ اقبال کہتے ہیں اپنے استاد کو قدر کی نگاہ سے دیکھنے اور ان کا بہت احترام کرتے تھے۔

قاسم: ایک شعر ہے۔
 جنے مینوں ایک لفظ وی پڑھایا
 میں اونوں لہذا قرار پایا



علی: آج کل کے طالب علم زبان دراز ہیں۔ ان کو اساتذہ کا کوئی لحاظ نہیں ہے۔

قاسم: استاد ہمیں پڑھنا لکھنا نہیں سکھانے بلکہ بیماری زندگی سنوارتے ہیں۔

علی: تم نے تھیکا کیا۔ یہ لغات اور کتاب ہمیں معلومات دیتی ہے۔ یہ شعر نہیں سنا۔

کورس آؤ لفظ بھی سکھاتے ہیں
آدمی، آدمی بناتے ہیں۔

قاسم: استاد تو وہاں سٹی بے جو اپنے سینے میں پچھا علم اپنے دلہ کو دیتی ہے۔

علی: تم تھیکا کہہ رہے ہو۔ آج کل کے طلب اساتذہ کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتے۔ تنقید سندن اپنا عظیم یونے کے باوجود اپنے اساتذہ کے آگے سر جھکاتے۔

قاسم: خدا بیمارے نوحہ دار کو عمل دے (آمین)

(وقف کے اہتمام کی گھنٹی بجتی ہے اور دونوں دوست اپنی جماعت میں ملے جاتے ہیں۔)